لیبیا میں شریعت اسلامیہ کی ہشت روزہ کانفرنس

(جناب حبیب ریحان ندوی لیکچرار اسلامک انسٹی ٹیوٹ بیضاء (لیبیا)

(۴)

اُستاذ زرقا اور ایک حدیث کانفرنس کے دوسرے دن ایک حدیث کے الفاظ "لھم مالنا وعلیھم ماعلینا" پر بحث کے دوران استاذ مصطفیٰ زرقانے فرمایا کہ اکثر حفاظ نے اس کو یونہی نقل کیا ہے لیکن مجھے یاد ہے کہ بعض نے اس میں ایسے الفاظ بڑھائے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ یہ ان مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے جو غیر مسلم اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ گو اپنے معنی کے اعتبار سے فقہی طور پر ذمیوں کے حقوق مسلّم ہیں۔ اس پر ڈاکٹر صبحی نے سخت تنقید کی اور فرمایا کہ علمی کانفرنس میں یہ کہنا کہ مجھے یاد آتا ہے، یا میرے خیال میں ہے، علمی طور پر انتہائی غلط بات ہے اور زرقاء جیسی شخصیت سے مجھے اس کی امید نہیں تھی۔ میں نے گھر آکر رات میں اس سلسلے کی چار نصوص حوالوں کے ساتھ ڈھونڈ کر صبح شیخ زرقاء کو دے دیں اور آپ نے شام کے مناقشہ میں ـــ میرے شکریہ کے ساتھ ـــ حاضرین کو وہ تفصیلی طور پر سنا دیں، اُستاذ زرقاء مخلص شخص ہیں اور للہی محبت کے قائل ہیں۔ "اخ فی اللہ" کے پیش لفظ کے ساتھ مجھے ایک کتاب ہدیہ کی۔

شیخین کو گالی دینا بغداد یونیورسٹی کے اکنامکس کے پروفیسر ڈاکٹر صادق مہدی السعید شیعہ ہیں، ان سے ایک ملاقات میں میں نے کہا ڈاکٹر صاحب خدارا کوئی ایسی شکل بتائیے کہ ہم میں اور آپ میں صلح ہو جائے، مسکرا کر کہنے لگے لڑائی کب ہے، میں نے کہا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے جو بھی کیا ہو ہم سارے سُنّی مسلمان آپ کے بزرگوں کو سر پر بٹھاتے ہیں، اچھے خاصے انجان سُنّی "یا علی" کہہ کر پکارتے ہیں حالانکہ "یا الٰہی" کے سوا اس طرح کلمہ ندا کا استعمال صحیح نہیں ہے، بعض پڑھے لکھے تک "علیہ السلام" کا جملہ بڑھاتے ہیں جو اپنے معنی کے لحاظ سے تو سب کے لیے صحیح ہو سکتا ہے لیکن شریعت کے عرف میں انبیاء کے لیے مستحسن ہے، حضرت علیؓ کی براءت کے سلسلے میں بعض سُنّی مفکر حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، اور

حضرت معاویہ و حضرت عمرو بن العاص، رضی اللہ عنہم، کی خطاؤں کو اجتہادی غلطی نہیں بلکہ محض خطا اور غلطی قرار دینا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ لوگ ہمارے اکابر صدیقین کے سربراہ اور فاروق تک کی شان میں گستاخی، ہمارے سامنے کرتے ہیں، اور قدح و سبّ صحابہ جیسی غیر عقلی اور مجرمانہ حرکت کو جواز ہی کی سند نہیں بلکہ گویا دین میں ایک ضروری فرض کا درجہ دیتے ہیں، اہلِ فضل و تقویٰ کسی مسلمان بلکہ انسان تک کو گالی دینے سے گریز کرتے ہیں۔
ڈاکٹر صاحب نے بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا: میرے نزدیک حضرت ابوبکر و عمرؓ کو گالی دینے والا شخص کافر ہے، علمی و فقہی اختلاف اور بات ہے اور تکفیر یا گالی گلوچ بالکل غلط ہے۔ بہر حال خدا کرے ڈاکٹر صاحب کی بات صحیح ہو، گو عصمتِ ائمہ اور حق الٰہی وغیرہ کے نظریات کی موجودگی میں حضرت ابوبکرؓ سے صلح تو بہت ہی مشکل ہے لیکن کم از کم حضرت ابوبکرؓ سے اپنی جان سے زیادہ محبت رکھنے والوں کے سامنے سبّ و شتم کی رسمِ بد بالکل ختم ہونی چاہیے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں، اور اگر ضروری ہی ہو تو اپنے گھروں کے اندر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اس سے اہلِ سنت کو غصہ بھی نہیں آئے گا اور شیخین کا مرتبہ و عظمت ہر سبّ و شتم کے بعد بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

تمام مصری علماء کے ساتھ ظلم اور نا انصافی | مصر کے عظیم الشان اور معمّر علماء کا تذکرہ تو میں کیا کروں کہ ان کی پر مغز تحقیقات اور علمی تحریروں سے عالمِ اسلامی نے استفادہ کیا ہے، اس کانفرنس میں بعض نوجوانوں کی علمی بحثیں دیکھ کر بھی بڑی خوشی ہوئی اور یہ بات ذہن نشین ہو گئی کہ اللہ کی توفیق کے بعد علم محنت، مطالعہ اور جد و جہد کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور کسی خاص ملک، شہر یا قبیلہ اور خاندان یا مدرسہ کی جاگیر نہیں ہے، اور یہ ایک واضح حقیقت ہے لیکن مجھے آج ایک دل شکن جملہ یاد آ گیا جو ہندوستان کے ایک جید عالم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا، صرف حق کی خاطر یہ غیر منصفانہ اور علمی اصولوں کی رُو سے غیر محتاط جملہ نقل کر رہا ہوں "مصری علماء اقزام ہوتے ہیں"۔ قزم کے معنی چھوٹے قد والے یا بالشتیے، یعنی کم علمی، تحقیق و تدقیق میں پھسڈی وغیرہ۔
یہ جملہ اپنے عموم کے ساتھ تقویٰ کے خلاف ہو یا نہ ہو لیکن علمی و منہجی طریقہ بحث کے سراسر خلاف ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ کسی ملک کے سارے علماء پر اس طرح کا جملہ کہا جا سکے؟ کیا شیخ ابو زہرہ، شیخ علی الخفیف، مرحوم احمد امین، مرحوم عبداللہ دراز، مرحوم یوسف موسیٰ، ڈاکٹر عبدالواحد وافی۔ یہ نام صرف مثال کے طور پر اور بے شمار ایسے ہی عظیم علماء اقزام ہیں؟ اگر یہ سب بالشتیے ہیں تو پھر مجھے دنیا کے کسی ایسے قد آور عالم کا نام بتایا جائے جو ہمالیہ کی چوٹی کے برابر ہو، اور ہر موضوع پر ہر ایک سے بڑا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہو؟ بہر حال یہ جملہ علم کی

شان کے خلاف ہے، علماء کے فاضل گروہ کو حقیر بتانے کی آخر کیا ضرورت ہے؟ یہ جملہ توہین آمیز بھی ہے، تعلّی اور انا کی بُو بھی اس میں آتی ہے اور تاریخ و مشاہدہ کے بھی سراسر خلاف ہے میرے نزدیک اُردو بولنے والوں میں مولانا مودُودی سے بڑا اسلامی مفکّر، - - - - - - - - ، مولانا عبد الماجد دریا بادی سے بڑا اسلامی ادیب اور مُفسّر، اور ڈاکٹر حمید اللہ سے بڑا محقق کوئی دوسرا نہیں ہے۔ یہ حضرات بھی اگر اس قسم کا جملہ کہیں تو غلط ہوگا، اور شاید ان میں سے کوئی عموم کے ساتھ اس کی جرأت نہیں کر سکتا بلکہ ڈاکٹر حمید اللہ کی کتابوں کا مقدمہ پڑھ کر تو رشک آتا ہے، کاش کسرِ نفسی جو علم کی شان اور عظمت کی پہچان ہے، خدا ہم سب کو نصیب کرے، دنیا کی زندہ زبانوں کا عالم، سارے عالمی کتب خانوں کا جائزہ لیے ہوئے اور قلمی نسخوں تک پر گویا انسائیکلوپیڈیا، امریکہ و یورپ، ایشیا و افریقہ، ترکی و عالمِ عربی اور ہند و پاک میں یکساں مقبول، لیکن انکساری ایک ایک لفظ سے آشکارا، تواضع نمایاں، اور دوسرے اہلِ علم کی قدر و منزلت کا اعتراف ہر ہر سطر میں ظاہر۔

اختتامی اجلاس اور قرار دادیں ۲۹ ربیع الاوّل مطابق ۲ ا مئی بروز جمعہ بعد نماز مغرب بارھواں اور اختتامی اجلاس ہوا جو براہِ راست ریڈیو سے نشر کیا گیا اور ٹیلی وژن نے بھی اس میں حصہ لیا۔ جلسہ کی بہت مختصر تصویر پیش کرتا ہوں۔ قرآن پاک کی تحکیم کتاب اللہ سے متعلق آیات سے جلسہ کا افتتاح ہوا، آج پہلی بار وائس پریذیڈنٹ لیبین یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر عمر تومی شیبانی بھی باصرار بلائے گئے، تب آکر بیٹھے۔ گوشہ نشین اور شہرت و تعلّی سے بیزار شخص ہیں۔ پھر شیخ ابراہیم رفیدہ نے سلام کے بعد مختصراً ارشاد فرمایا کہ یہ جلسہ کا اختتام ہے اور اپنی خوشی کا اظہار کیا کہ اللہ کے شکر سے یہ تاریخی جلسہ کامیاب ہوا۔ مہمانوں کا شکریہ اور علماء کرام کی کوششوں کا اعتراف کیا۔ بعد ازاں بیضاء کے گورنر کیپٹن عمر الحریری نے بہت ہی مختصر جملوں میں اپنی اور جبل اخضر کے ضلع کی طرف سے علماء کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ مسلسل ایک ہفتہ تک آپ لوگوں نے شریعتِ اسلامیہ کے قیام کے سلسلے میں اس کے محاسن اور خوبیوں کو اجاگر کرنے کا جو کام کیا ہے وہ ایک مبارک اقدام ہے اور ساری اسلامی اُمّت اس دن کی منتظر ہے جب اسلامی شریعت کا نور شمسِ عالمتاب بن کر اسلامی ملکوں پر چھا جائے گا۔ پھر ڈاکٹر عمر مولود نے کانفرنس کی قرار دادیں پڑھ کر سنائیں جو مفصل ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کروں گا۔

(۱) سب سے پہلے شریعت کے اصُولوں اور بنیادی قواعد سے متعلق سات قرار دادیں منظور ہوئیں

جن کی اجمالی شرح یہ ہے (۱) شریعت کی نصوص امت کی ضروریات اور تغیر پذیر انسانی زندگی کی حاجتوں کو مکمل طور سے پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ (۲) کتاب و سنت شریعتِ اسلامیہ کے اصلی مصدر ہیں اور ساری فقہی میراث اسلامی قانون بنانے والوں کے لیے ایسی مشعلِ راہ ہے کہ نہ اس کے بغیر قانون بنایا جا سکتا ہے اور نہ اس سے مُنہ موڑا جا سکتا اور نہ اس کی شان گھٹائی جا سکتی ہے۔ (۳) احکام فقہیہ میں اختلاف کی صورت میں مقاصدِ شریعت سے قریب تر چیز کو اپنایا جائے گا۔ (۴) جن چیزوں میں قطعی نصوص یا اجماع ہے ان میں کسی عقلی منطق یا وہمی مصلحت کے پیشِ نظر تغیر نہیں کیا جا سکتا (۵) ظنی نصوص کی تفسیر و تطبیق شریعت کے کلی اور عام مصالح و مقاصد کے ماتحت ہو۔ جہاں نص یا اجماع نہیں ہے وہاں قیاس یا مصلحت کے اصولوں کو اپنایا جائے گا بشرطیکہ اس میں ہر چیز کسی کلی اصل کے ماتحت ہو جس کی دلیل فی الجملہ نص سے اخذ کی گئی ہو، اور یہ خیال رہے کہ شریعت ایسے عرف کی بھی مخالف نہیں ہے جو نصوص کے مخالف نہ ہو اور لوگوں کے لیے اس میں فائدہ ہو اور مشقت نہ ہو۔ اصول فقہ کے اصلی قواعد ان احکام و حوادث میں مقنن اسلامی کی بڑی مدد کر سکتے ہیں جن کا حکم فقہاء کی نصوص میں موجود نہیں ہے۔

(۲) دوسرے موضوع حقوق و حریات اور بین الاقوامی تعلقات پر ۱۲ قراردادیں منظور ہوئیں، جن کا اختصار پیش ہے۔ (۱) تکریم انسانی۔ (۲) سیاسی، اقتصادی اور عقیدہ و رائے کی آزادی نظامِ اسلامی کے زیر سایہ۔ (۳) اسلامی نظام کا قیام شوریٰ اور عدل کے اصولوں پر (۴) حقوق و واجبات میں عام انسانوں میں جنس، رنگ اور زبان میں تفریق کیے بغیر مساوات (۵) عورت اور مرد میں حقوق اور واجبات میں مساوات اصولی قواعد کی روشنی میں اور اسلام کے مقررہ احکام کی حدود میں (۶) بیروزگاری دُور کرنا اور ہر کام کرنے والے کے حقوق اور کرامت کی حفاظت (۷) مسلمان دنیا میں جہاں بھی ہوں ایک امت ہیں، ان سے تعلقات شریعت کی بنیادوں پر قائم ہوں (۸) ہر اسلامی ملک جس پر زیادتی کی جائے اس کی مادی اور معنوی مدد اخوتِ اسلامی کی رُو سے ضروری ہے (۹) دنیا بھر میں اسلامی اقلیات کی نگرانی اور دیکھ بھال ایک واجبِ دینی ہے۔ (۱۰) غیر اسلامی ملکوں سے شرعی حدود میں عہد و پیمان کے احترام کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے جائیں (۱۱) اسلام کی دعوت سب مسلمانوں پر واجب ہے۔ (۱۲) اسلام میں جہاد فرض ہے، اسلامی دعوت، مسلمانوں کی جان و مال

اور زمین کی حفاظت کے لیے۔

(۳) تیسرا موضوع اسلام کے جنائی احکام سے متعلق تھا جس میں تین قرار دادیں منظور ہوئیں۔ (۱) چوری، رہزنی، زنا، قذف، ارتداد اور شراب کی حدود کا اجراء واجب ہے۔ عملاً اس طریقہ پر کہ فقہی مذاہب میں آسان ترین صورت اختیار کی جائے، شروط کے بارے میں بھی اور ان شبہات کو قبول کرنے کے بارے میں بھی جن سے حد ساقط ہوتی ہے۔ (۲) قصاص النفس و ما دون النفس (جان اور اعضاء کا قصاص) اپنی شروط کے ساتھ شرعاً واجب ہے۔ اور معافی کا حق ولی الدم یا اس کو ہے جس پر ظلم ہوا۔ (۳) تعزیرات بھی مصلحت کے ساتھ نافذ کی جائیں۔

(۴) چوتھا موضوع مالی و اقتصادی تھا۔ دس قرار دادیں منظور ہوئیں، جو مختصراً پیش ہیں۔ (۱) سُود نص قرآنی سے حرام ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے (۲) ایسے قانون کی ضرورت جو فائدہ کے نام پر سُود کو بند کرے، (۳) سُودی بینکوں کو غیر سُودی بینک بنانے کی کوشش ضروری ہے، (۴) بینک اُجرت یا بغیر اُجرت کے جو خدمات پیش کرتے ہیں، جن کے کمیشن کو سُود نہیں کہا جاتا، اپنی اسی صورت پر باقی رکھی جا سکتی ہیں۔ (۵) ایسے تجربہ کاروں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جائے جو غیر سُودی بینکنگ میں مہارت رکھتے ہوں تاکہ فقہ کی روشنی میں ایسا نظام مرتب کریں جو حاجت روا ہو۔ تجارتی انشورنس کے بدلے تعاونی انشورنس کو عام کرنے کی ضرورت۔ (۷) حوادث کے خلاف انشورنس میں وقتی طور پر اجازت دی جا سکتی ہے تا آنکہ اس کا شرعی بدل بنایا جا سکے۔ (۸) زندگی انشورنس حالیہ شکل میں سُود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (۹) اجتماعی تعاون کو عام کرنے کی ضرورت تاکہ ہر شخص اور خاندان عاجز ہونے یا اپنے کمانے والے کی وفات کے بعد روزی پا سکے اور محتاج نہ رہے۔ (۱۰) یونیورسٹیوں میں اسلام کے مالی اور اقتصادی نظاموں کی تعلیم کا مکمل انتظام۔

(۵) پانچواں موضوع تھا حالیہ لیبین قوانین میں اسلامی شریعت، اس سلسلہ میں: (۱) یہ بتایا گیا کہ حالیہ قانون میں اکثر و بیشتر ایسے احکام ہیں جن کی تخریج اسلامی شریعت کے اصولوں پر ہو سکتی ہے اور وہ مخالف نہیں ہیں، ان کو باقی رکھا جا سکتا ہے، اس تعارض کو ختم کرنے کے بعد جو بعض سُود، حدود اور قصاص سے متعلق احکام میں ہے۔ (۲) اسی طرح عقود غرر کی بعض وہ شکلیں جو اجماع فقہاء سے حرام ہیں، غرر فاحش کی وجہ سے، ان احکام میں بھی شرعی طور پر تعدیل ضروری ہے، جیسے جوئے اور رہان

وغیرہ سے متعلق احکام۔ (۳) فقہی اختلاف کی صورت میں اس بات کی اجازت ہے کہ دلیبین، سوسائٹی کے احوال کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

کرنل قذافی سے علماء کی ملاقات شریعتِ اسلامیہ کا یہ پُرنور ہفتہ ختم ہوگیا، اور اس کی یہ قراردادیں اسلامی قوانین میں تعدیل کرنے والی کمیٹیوں کو دے دی گئیں۔ اختتامی جلسہ کے دوران طرابلس سے کرنل معمر قذافی کا ٹیلیفون آیا جس میں علماء کرام سے ملاقات کے ارمان کا اظہار کیا تھا، سنیچر کی شام کو طرابلس میں یہ خصوصی ملاقات ہوئی۔

دعا بارگاہِ الٰہی خدائے پاک سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل وکرم سے لیبیا کی ان مخلصانہ کوششوں اور علماء کی مومنانہ جہود کو پورا کرے، اور جلد از جلد اسلامی کامل ومحیط نظام نافذ ہوجائے کہ یہ عالم اسلامی کے ۹۹ فیصد مسلمانوں کے دل کی دھڑکن، ضمیر کی آواز، آنکھوں کا نور، نبض کی رفتار اور سرمایۂ حیات ہے۔ اقبالؒ نے حضور رسالتمآبؐ کے دربار میں شہدائے طرابلس کے لہو کی قیمت اس طرح پیش کی تھی ؎

جھلکتی ہے تری امّت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

شاید اس آبرو کے جھلکنے کا وقت ۱۹۱۱ء کے بعد اب پھر آگیا ہے، جب آبرو راہِ خدا میں شہادت کا لہو بن کر نمودار ہوئی تھی اور اب انشاء اللہ شریعتِ الٰہی کا نور بن کر ظاہر ہوگی۔

خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا فرشتگانِ رحمت اس دن کے انتظار میں چشم براہ ہیں جب مسجودِ ملائک پھر اپنے تخلیقی مقصد پر گامزن ہوگا، سیارگانِ فلک اس پُرنور لمحہ کے انتظار میں اپنی روشنی محفوظ کیے ہوئے ہیں جب شریعت کا نور ساری کائنات کو تجلی کا طور بنا دے گا، صفحۂ ہستی کا ہر خشک وتر اور بحر وبر مصروفِ حمد وثنا ہے اور اس تمنا میں لگا ہوا ہے کہ کب کائنات کا دل معمور ہوگا اور تجلی گاہِ فاران کا ابدی پیغام عام ہوگا۔ راحت، سکون، چین اور سلامتی کا دور دورہ ہوگا، شریعتِ الٰہیہ کی نگہبانی ہوگی، قانون کی حکمرانی ہوگی اور دنیا کی مصیبتوں کا حل، مشکلات کا علاج اور زخموں کا مداوا نصیب ہوگا اور اضطراب وکشمکش کے ماحول میں مبتلا انسان کی چشمِ ناآشنائے خواب کو نیند اور قلبِ ناآشنائے سکون کو قرار نصیب ہوگا اور شیاطین انس وجن کے ایوانوں میں لرزہ آجائے گا کہ ابلیس کا حقیقی خطرہ یہی ہے اور ساری ابلیس سرشت تنظیموں کی جد وجہد اور آرزو یہی ہے کہ ؎

ہو نہ جاتے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

الحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر حافظِ ناموسِ زن مرد آزما مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے نے کوئی فغفور و خاقاں نے فقیرِ رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امین

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و نظر کا انقلاب بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

لیکن انشاء اللہ اسلامی معاشرہ میں یہ عظیم انقلاب رُونما ہو کر رہے گا، اس کے آثار مشرق سے مغرب تک ہر ملک میں نمودار ہو رہے ہیں اور آس و امید سے معمور دلوں کے لیے اب صبحِ صادق کی علامتیں بھی ظاہر ہونی شروع ہو گئی ہیں جنہیں اگر پوری فراخدلی اور ادبی طور پر صبحِ صادق کا طلوع ہونا نہ کہہ سکیں تو انتہائی علمی دیانت اور تحفظ کے ساتھ کم از کم علامتیں تو کہا جا سکتا ہے، اور یہی علامتیں طلوعِ فجر کی معین بن سکتی ہیں اور اس کے بعد حقیقی نور کے ساتھ شمسِ عالمتاب یعنی شریعت سراجِ منیر بن کر ظلمتکدۂ عالم کو منور بنا سکتی ہے اور واشرقت الارض بنور ربھا کی جانفزا دلکشی بنجر اور خشک زمین کو بہشت زار بنا سکتی ہے، اور اس نطق زر افشاں کی حیات بخش تجلّی مایوس و محروم دلوں کو امید و ارمان کی تجلّی گاہ بنا سکتی ہے۔

حُسنِ ظن | اندرونِ دل کا حال اور نیتوں کے حقیقی حسن و قبح کا علم تو صرف علیم و سمیع، خبیر و بصیر اور حکیم و محیط ذات ہی کو ہو سکتا ہے لیکن کسی بھی کام کے اچھے یا بُرے ہونے کا حکم انسان تقریر و تحریر اور ان علمی کاوشوں کے تجزیہ و تبصرہ ہی سے کر سکتا ہے جو اسے بظاہر نظر آتا ہے، اور اس حد تک لیبین حکومت کے اسلامی بیانات، حکم نامے، تعدیلِ قانون کی کمیٹیاں، کانفرنس کا انعقاد، اور فکر و نظر کا انداز اور اصول وغیرہ دیکھ کر اور ان کا تجزیہ و تحلیل کر کے میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے متعلق حسنِ ظن پیدا ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اس موضوع پر قلم نہ اٹھاتا، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ لیبیا کے حکام کو حقیقی اسلامی قانون بنانے کی سعادت بخشیں اور عالمِ اسلامی کے دوسرے حاکموں اور جمہوری و قانونی اداروں کو بھی اس میدان میں لیبیا کی پیروی کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں اور اس کارِ خیر میں ہر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور سرعت نفاذ کی کوششوں میں لگ جائے کہ دنیوی و اخروی سعادت کا سرچشمہ بھی یہی ہے اور حقیقی کامیابی کا سرِ دیرینہ بھی یہی ہے اور اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج: ۴۱) کا تقاضا بھی یہی ہے۔